اکبرالہ آبادی

Subject : **Urdu**
Class : B.A. (Hons.) II
Topic : Akbar elahabadi
Author : **Dr. Fatahullah Quadri**
Lecture Series No. : 09

اکبر کی تربیت مشرقی روایات کے مطابق ہوئی تھی۔ وہ مذہب کے سخت پابند تھے۔ نیا نظام جو اپنے ساتھ ایک طرز فکر اور اپنی تہذیب لے کر آیا تھا اس سے اکبر کسی طرح سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہوئے اور انھوں نے اس کے خلاف جنگ چھیڑ دی اور اپنے طنزیہ اشعار کے ذریعہ مغربی تہذیب، بیزاری، روحانی قدروں کی شکست و ریخت مادیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب اور ہندوستانیوں کی غلامانہ ذہنیت پر کاری ضرب لگائی۔ وہ اپنے مسلک میں اتنے سخت نظر آتے ہیں کہ ہر نئی چیز کی مخالفت پر تل جاتے ہیں، دراصل انھیں انگریزوں کے خلوص پر شبہہ تھا اس لئے وہ ترقی کے ان پروگراموں پر بھی طنز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جو بظاہر ملک کے باشندوں کے لئے مفید تھے۔ چونکہ اکبر کے طنز کے پیچھے ان کے بے پناہ خلوص اور دردمندی کا جذبہ کارفرما تھا اس لئے لوگ ان کے طنز کی نشتریت کو محسوس کرتے ہوئے بھی مسکرا کر رہ جاتے۔ اکبر کے طنز پر اکثر مزاح کی نقاب نظر آتی ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اکبر کی مشرقی شرافت اور نرم دلی کو تلملاتا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔ لہٰذا وہ اپنے طنز کو گوارا بنانے کے لئے مزاح کا سہارا لیتے ہیں۔

اکبر کی باتیں آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہیں کیونکہ وہ فلسفیانہ موشگافی کے بجائے صاف اور سیدھا انداز اپناتے ہیں اور ان کے موضوعات بھی سامنے کی باتیں ہوتی ہیں جن سے ہمارا سابقہ کسی نہ کسی شکل میں پڑتا رہتا ہے۔ مغربی تہذیب کے اثرات سے کون بے خبر ہے مشرقی تہذیب کا زوال اور مذہب بیزاری ایک عریاں حقیقت بنکر سامنے آچکی ہے۔ نمود و نمائش، منافقت اور مذہبی پیشواؤں کی ریاکاری سیاسی رہنماوں کے خوشنما اور دلفریب وعدے، تعلیم و تہذیب کے نام پر پرانی قدروں کی پامالی اور معالی حقوق نسواں کے پردے میں عورت کو شمع خانہ سے شمع انجمن بنانے کی کوشش سب ہمارے سامنے کی باتیں ہیں لہذا اکبر جب ان موضوعات پر اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالتے ہیں تو ان کی باتیں ہمارے دلوں پر اپنا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔ ہمیں اکبر کی بعض باتوں سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ لیکن ہمیں ان کے خلوص پر شبہہ نہیں ہوتا۔

اکبر کی مغربی تہذیب اور اس کی تمام نشانیوں سے چڑھ تھی۔ اس تہذیب کی لائی ہوئی بے شرمی و بے حیائی پر حد درجہ نالاں تھے۔ قوم کی بچیوں کی آزادی اور بے پردگی کے سخت مخالف تھے، بہت سے اشعار میں عورتوں کی بے پردگی اور ان کے

شمع خانہ سے شمع انجمن بن جانے پر طنزیہ لہجے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔

بے پردہ نظر آئیں جو کل چند بی بیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہو
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

اکبر کی شاعری کا میدان بہت وسیع ہے۔ مگر تمام موضوعات کا سرا مشرقی و مغربی تہذیبوں کی کشمکش سے جا ملتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اتنے انتہا پسند تھے کہ سائنسی ترقیوں اور انگریزوں کی لائی ہوئی مفید چیزوں کو بھی ہدف طنز بنانے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ انجن، پائپ، بنگلہ، ٹائپ، کوٹ اور پتلون وغیرہ بھی ان کی نظر سے نہ بچ سکے۔ بہت سے نقادوں نے اس بات پر اکبر کو تنگ نظر اور منفی رجحانات کا حامل قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اکبر ہندوستانیوں کی غلامانہ ذہنیت پر طنز کرتے ہیں اور کوٹ پتلون جیسے خارجی مظاہر کو مغربی تہذیب کی علامت اور ان کے استعمال کو غلامانہ ذہنیت کا مظاہرہ سمجھ کر ان کو اپنے طنز کا نشانہ بناتے ہیں۔ ایک جگہ کہتے ہیں۔

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے — بنگلہ بھی ہے، پاٹ بھی ہے صابون بھی ہے
لیکن میں یہ پوچھتا ہوں تم سے ہندی — یورپ کا تیری رگوں میں خون بھی ہے

اکبر کو زبان و بیان پر قدرت حاصل ہے، زبان قابل تعریف حد تک پاکیزہ اور شستہ ہے، روزمرہ اور محاورں کا استعمال بڑی خوبی سے کیا ہے وہ اپنے مفہوم کو بہتر طور سے ادا کرنے اور ان کی معنویت میں وسعت پیدا کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں، انھیں معلوم ہے کہ ان کے طنز میں کیسے نشتریت پیدا ہو سکتی ہے اور کب کون سا حربہ ان کے طنز کے لئے زیادہ کارگر ہوگا۔ اکبر نے لفظوں کے الٹ پھیر سے طنزیہ کیفیت پیدا کی ہے، لیکن لفظوں کے اس کھیل میں بھی ان کی ذہانت اور ''کنائیت'' نے ایسا اثر کر دیا ہے جو کسی اور شاعر کے یہاں نظر نہیں آتا، یہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

بوٹ ڈاسن نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا
شہر میں مضموں نہ پھیلا اور جوتا چل گیا
دختر رز نے اٹھا رکھی ہے آفت سر پر
خیریت یہ ہے کہ انگور کے بیٹا نہ ہوا
تہذیب مغربی کی بھی ہے وارنش بہت
ہم کیا جناب شیخ بھی چکنے گھڑے ہوئے

اکبر نے کبھی کبھی ایسے قافئے استعمال کئے ہیں جن سے ان کے اشعار کی معنویت میں اضافہ ہو گیا ہے، یہ قافیئے بڑے

چست اور معنویت سے بھرپور ہیں۔

اکبر دبے نہیں کسی سلطاں کی فوج سے　　لیکن شہید ہوگئے بیوی کی نوج سے

کیا خوشی اسکی مجھے جوان کو نوابی ملی　　روغنی صاحب نے لی مجھکو وہی آبی ملی

اکبرؔ انگریزی کے الفاظ طنزیہ حربے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ الفاظ اردو زبان میں ذرا بھی اجنبی نہیں معلوم پڑتے یہ الفاظ اپنے مخصوص کردار اور ماحول کے پس منظر کے ساتھ ساتھ اشعار کی معنویت میں اضافہ کر دیتے ہیں اور ان سے اشعار کی روانی اور برجستگی میں ذرا بھی فرق نہیں پڑتا:

کوٹھی میں جمع ہے نہ ڈپازٹ ہے بینک میں　　قلاش کر دیا مجھے دو چار تھینک نے

تعلیوں کو طبیعت ریجکٹ کرتی ہے　　جو دل شکستہ ہیں انکو سلیکٹ کرتی ہے

آہ و فریاد سے قابو میں نہ آئے گا وہ یار　　تیش قلب کو بنگال ایجی ٹیشن سمجھو

اکبر کے طنز میں سارا کھیل لفظوں کے الٹ پھیر کا ہی نہیں ہے، اکثر خیال بھی مضحکہ خیز ہوتا ہے اور وہ خیال و مواد کے تیکھے پن سے مضحک پہلو نکال لیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار میں خیال اور مواد کا تیکھا پن ہی ہمیں چونکاتا ہے اسلوب ہمیں اپنی طرف متوجہ نہیں کرتا:

شیخ جی کے بیٹے با ہنر پیدا ہوئے　　ایک ہیں خفیہ پولیس میں ایک پھانسی پاگئے

چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ　　کھا ڈبل روٹی کلرکی خوشی سے پھول جا

ہم اس کے ساتھ ہیں کہ خدا جس کے ساتھ ہے
لیکن خبر نہیں کہ خدا کس کے ساتھ ہے

اس طرح اکبر نے اسلوب اور مواد دونوں ہی کو طنزیہ حربے کے طور پر استعمال کر کے سماج میں پائے جانے والے تضاد و عدم توازن عالمگیر حماقتوں اور مغربی تہذیب کے مظاہرہ و آثار پر طنز کے تیر چلائے ہیں، فنکارانہ بصیرت کے ساتھ ساتھ اکبر کے بے پناہ جذبہ خلوص و دردمندی نے ان کی شاعری کو وہ عظمت عطا کی کہ شاعری کے اس مخصوص میدان میں آج تک کوئی ان کا حریف و مقابل پیدا نہیں ہو سکا۔